رجسٹرڈ ایل ۳۲۹۸

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

الحکم

ہفتہ وار

قادیان

دور جدید

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسؤل شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل سے

جلد ۴۰ مورخہ ۲۴ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۳۷ء یوم چہار شنبہ نمبر ۱۰-۱۱-۱۲

جماعت احمدیہ قادیان کا یوم التبلیغ

قادیان ۴ اپریل آج مقامی جماعت احمدیہ نے یوم التبلیغ جو کہ غیر مسلموں کے سامنے اسلام کی خوبیاں پیش کرنے کے لئے مقرر تھا۔ جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے زیر انتظام نہایت شاندار طریق پر منایا۔ نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے محلہ جات کے سیکرٹریان تبلیغ کو مضافات قادیان کے مختلف جہات کے دیہات تقسیم کر دیئے گئے تھے تاکہ ان میں وہاں کی آبادی کے لحاظ سے مبلغین بھیجنے کا وہ انتظام کر سکیں۔

ہر محلہ کے سکرٹری تبلیغ نے محلہ کے احمدیوں کے گروپ بنائے۔ اور ہر گروپ کا ایک امیر اور ایک نائب امیر مقرر کر دیا۔ اس انتظام کے ماتحت قادیان کے تمام احمدی سوائے ان کے جو معذور یا مجبور تھے آٹھ بجے صبح اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں جمع ہوگئے۔ اور دعا کے بعد مختلف جہات میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ ہو گئے۔ اس دن احمدیوں کی تمام دکانیں اور دیگر کام بالکل بند رہے۔

ہر قصبہ کی آبادی کے لحاظ سے ہر گروپ کو تبلیغی ٹریکٹ دیئے گئے۔ جو اس موقعہ کے لئے ناظر دعوت و تبلیغ نے شائع کئے تھے۔ ہندوؤں کے لئے اردو ہندی کے ٹریکٹ۔ سکھوں کے لئے اردو گورمکھی کے اور عیسائیوں کے لئے اردو میں تعلیم یافتہ طبقہ میں ڈیڑھ ہزار کی تعداد میں یہ ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ اور ان پڑھ طبقہ کو پڑھ کر سنائے گئے۔ اس طرح مقامی اصحاب نے ۷-۸ میل کے حلقہ کے دیہات میں پیدل جا کر تبلیغ کی۔ اور بعض احباب بذریعہ ریلوے اور بعض بذریعہ سائیکل جن کی تعداد قریباً ایک سو تھی تبلیغ کے لئے گئے۔ کل وفود ۸۰ تھے۔ جن کے افراد کی مجموعی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی۔ ان وفود نے ۷۰ دیہات کے غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کی۔

ملک فضل حسین صاحب سکرٹری اچھوت سدھار سبھا قادیان نے اچھوتوں کو اپنے مکان پر دعوتِ طعام دی۔ کھانے کے بعد انہیں تبلیغ کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بائیس ۲۲ عورتوں اور مردوں نے قبول اسلام کیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

چونکہ تمام مرد اپنا کاروبار بند کر کے اشاعت اسلام کے لئے چلے گئے تھے۔ اس لئے دوکانوں اور محلہ جات کے پہرہ کا انتظام نیشنل لیگ کور نے کیا۔ احمدی مستورات نے بھی تبلیغ میں حصہ لیا۔ اور کئی سو مختلف تبلیغی ٹریکٹ جو غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کیلئے مفید ثابت ہو سکتے تھے تقسیم کئے باوجودیکہ مطلع ابر آلود تھا اور ترشح ہو رہا تھا۔ جس نے پچھلے پہر بارش کی شکل اختیار کر لی احباب نے پوری سرگرمی سے کام کیا۔ ہر مذہب و ملت کے لوگوں سے محبت کا سلوک کیا اور توجہ سے باتیں سنیں۔ کسی جگہ سے متعلق کسی ناگوار واقعہ کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ (الفضل)

میاں محمد احمد خانصاحب کے فرزند ارجمند کی ولادت

۳۱ مارچ ۱۹۳۷ء کو یہ خبر نہایت مسرت اور انبساط سے ساکنین دار الامان نے سنی کہ میاں محمد احمد خانصاحب جو حضرت نواب محمد علی خانصاحب کے صاحبزادے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے ہیں کے ہاں رات گیارہ بجکر پانچ منٹ پر فرزند ارجمند تولد ہوا۔ مولود مسعود حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا نواسہ ہے۔ اس طرح یہ نونہال دونو طرف سے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درخشندہ گوہر ہے۔ ہم اس تقریب پر دونو خاندانوں کو مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور بچے کے لئے تمام آسمانی برکات کا وارث بننے کی دعا کرتے ہیں۔ آمین

روحانیت کی غذا دیتا ہے الحکم کا پرچہ

از چوہدری محمد علی خانصاحب اشرف پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بیرم پور

میں بتاؤں کہ وہ کیا دیتا ہے الحکم کا پرچہ
آؤ آؤ کہ یہاں ملتا ہے مولےٰ کا جمال
جسمانیت کی غذا پاؤ گے ہر جا لیکن
عشقِ مولا کا جو طالب ہے وہ آئے ادھر
عشقِ صادق جو ہے مطلوب تو دوڑے آؤ
گرگِ دنیا سے اگر چاہو خلاصی پانا
اگر چاہو کر لے تم کو رسائی حق تک
جلوۂ یارِ ازل کی ہے تڑپ جو دل میں
مئے عرفاں سے اگر چاہو کہ مسرور رہیں
اپنے مولیٰ کی محبت میں جو چاہو مرنا
آتشِ عشقِ تباں جلد بجھا کر دل میں
عیسئے مریم سے نہ جن مُردوں نے پائی ہے حیات
ہفت افلاک کی اگر سیر بھی کرنا چاہو۔
گر تمنا ہے کہ تم حسنِ معارف دیکھو
جلوئے یارِ ازل کی ہے تڑپ جو دل میں
حبِّ دنیا سے اگر چاہو ہٹانا دل کو
مَیلِ باطن سے اگر صاف کرانا چاہو
کیوں مغموم ہوا ے مُردہ دلو یاں آؤ

اللہ والوں میں بٹھا دیتا ہے الحکم کا پرچہ
ذاتِ مولا کا پتہ دیتا ہے۔ الحکم کا پرچہ
روحانیت کی غذا دیتا ہے الحکم کا پرچہ
روئے انور کو دکھا دیتا ہے الحکم کا پرچہ
ذاتِ مولا سے ملا دیتا ہے۔ الحکم کا پرچہ
ایسے پھندوں سے چھڑا دیتا ہے الحکم کا پرچہ
راہ سیدھی یہ بتا دیتا ہے الحکم کا پرچہ
اس کے پانے کی صدا دیتا ہے الحکم کا پرچہ
جام الفت کا پلا دیتا ہے الحکم کا پرچہ
اس کا دیوانہ بنا دیتا ہے الحکم کا پرچہ
آگ مولےٰ کی لگا دیتا ہے الحکم کا پرچہ
ایسے مُردے بھی جلا دیتا ہے الحکم کا پرچہ
طے منزل وہ کرا دیتا ہے الحکم کا پرچہ
پردے آگے سے اٹھا دیتا ہے الحکم کا پرچہ
ایسا موقع بھی دلا دیتا ہے الحکم کا پرچہ
ایسی حسرت کو مٹا دیتا ہے الحکم کا پرچہ
دوڑے آؤ کہ منیا دیتا ہے الحکم کا پرچہ
کہ اب قلب صفا دیتا ہے الحکم کا پرچہ

گر ہے خواہش کہ بنو منصور تو اشرف آؤ
دارِ الفت پہ چڑھا دیتا ہے الحکم کا پرچہ

قابل توجہ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع گورداسپور و ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ

دورِ حاضرہ میں مسلمہ طور پر یہ امر روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جب تک دیہاتی آبادی کو علم کے نور سے منور نہ کیا جائے۔ بہیمیت ڈاکہ زنی۔ چوری۔ مقدمہ بازی اور ہر قسم واردات جیسی بُری چیز کبھی نہیں رُک سکتی۔ اس کی روک تھام ہر گورنمنٹ کا فرض اولین ہے اور رفاہ عام کے ماتحت پبلک زندگی کو بہترین طریق پر چلانا اس کا اعلیٰ مقصد ہے۔ چنانچہ اسی لئے دیہات سدھار تحریک جاری ہے اور ہر جگہ اسکا چرچا ہے۔ اس تحریک نے دیہاتی آبادی میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ اگر گورنمنٹ کے حل عقد کا تعاون دیہاتیوں کے شامل حال رہا تو امید کی جاتی ہے کہ قلیل عرصہ میں ہی دیہات شہروں کی شکل میں تبدیل ہو جائیں گے۔ دیہات سدھار تحریک کو کامیاب بنانے کیلئے تعلیم ایک لازمی چیز ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور نے اسکی اہمیت کو ہرگز نہیں سمجھا۔ کیونکہ معمولی بچت کیلئے پبلک امدادی مدارس کو جو کہ صحیح طور پر ڈسٹرکٹ بورڈ مدارس کے دوش بدوش ڈسٹرکٹ بورڈ کے معمولی خرچ پر چل رہے ہیں انکی امداد بند کرنیکے نوٹس جاری کر دیئے ہیں۔ اور ایک مفید شاخ سے ہاتھ اٹھائے جانے کا ارادہ کر لیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں زنانہ تعلیم کو بھی ان ٹرینڈ استانیوں کے بہانے سے نظر انداز کرتے ہوئے زنانہ امدادی مدارس کے ساتھ نہایت ہی نارو اسلوک کا تہیہ کر لیا گیا ہے۔ حالانکہ ڈسٹرکٹ بورڈ کو ٹرینڈ استانیاں مہیا کرنے میں خود ابھی تک پورے طور پر کامیابی نہیں ہو سکی۔ اور ڈسٹرکٹ بورڈ زنانہ مدارس میں ان ٹرینڈ استانیاں موجود ہیں۔ پبلک کی خیر خواہی اور ہمدردی اور دیہات سدھار تحریک کے دم بھرنے والے اور حامیان زنانہ تعلیم ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور کی اس ذہنیت کو بنظرِ غور ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح انصاف کا خون بہایا جا رہا ہے۔ بہتر اور آسان صورت یہ تھی کہ کسی معقول تنخواہ دار کے سر پہ ہاتھ رکھا جاتا۔ اور صدہا طلباء کی سرپرستی سے سبکدوشی حاصل نہ کی جاتی۔ اگر ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ اس معاملہ میں ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں تو امدادی مدارس ہر طرح کے لحاظ سے ڈسٹرکٹ بورڈ کے لئے زیادہ مفید ہیں۔ توقع ہے کہ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور جن کی غیر معمولی قابلیت۔ ہمدردی رعایا اور انصاف کی ضلع بھر میں دھوم مچ رہی ہے ازراہِ رعایا پروری و علم نوازی امدادی مدارس زنانہ و مردانہ کی امداد بند کرنے کے نوٹس پر توجہ فرمانے کے بعد نہایت ہی فراخ دلی سے امداد کو بدستور جاری رکھنے کے لئے حکم صادر فرمائیں گے۔

خاکسار۔ محمد رمضان انور سکرٹری انجمن دیہات سدھار اٹھوال ضلع گورداسپور قلم خود

مناظرہ مہت پور

مہت پور ضلع ہوشیار پور میں ایک معرکۃ الآراء مناظرہ ہماری جماعت اور انجمن اثنا عشریہ کے درمیان یکم اکتوبر سے ۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء تک ہوا۔ اس مناظرہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے مولانا مولوی ابوالعطاء اللہ دتہ صاحب جالندھری مبلغ بلاد عربیہ مناظر تھے۔ اور شیعہ صاحبان کی طرف سے جناب میرزا یوسف حسین صاحب مناظر تھے۔

مناظرہ کے موضوع چار تھے۔

(۱) صداقت دعویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
(۲) اثبات متعۃ النساء۔
(۳) اجرائے نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
(۴) اثبات تعزیہ داری۔

موضوع اوّل وسوم میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا فاضل مناظر مدعی تھا۔ اور دوم اور چہارم میں شیعہ مناظر۔ ہر ایک بحث کے لئے نو پرچے مقرر کئے گئے تھے۔ پانچ مدعی کے اور چار مدعا علیہ کے۔ یہ مناظرہ تحریری اور تقریری دونو طریق پر ہوا۔

اس مناظرہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے فاضل مناظر نے پوری قوت سے شیعہ مناظر کے دلائل کو توڑا ہے۔ اور ایسے آسان طریق سے حجج قاطعہ پیش کی ہیں کہ ہر وہ شخص جو اردو زبان میں لکھ پڑھ سکتا ہے۔ وہ ان چار مباحث میں نہ صرف جید عالم بن سکتا ہے بلکہ مناظرہ کر سکتا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ ان دلائل قاطعہ کی روشنی میں کسی شخص کو بحث کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے میں ہر اس شخص کو جو تبلیغ کے اہم ترین فرض کو ادا کرنا چاہتا ہے۔ یا ہر اس شخص کو جو شیعہ حضرات کے قرب و جوار میں رہتا ہے یہ مخلصانہ مشورہ دوں گا۔ کہ وہ اس مناظرہ کی روئیداد کو جو مولانا عبدالرحمٰن صاحب انور انچارج تحریک جدید۔ اور چوہدری عطا محمد صاحب پریذیڈنٹ انجمن اثنا عشریہ مہت پور نے مشترکہ طور پر شائع کی ہے۔ ضرور خرید کر مطالعہ فرمائیں۔

۱۶۲ صفحے کی کتاب ہے۔ اور اس کی قیمت صرف ۴ر رکھی گئی ہے۔

سیرت المہدی کا ایک ورق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد بزرگوار کی محبّت اسلامی

ایک مجلس میں والد مکرم میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بیان کیا۔ کہ میاں جان محمد صاحب٭ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا تھا کہ جس جگہ مسجد اقصےٰ واقع ہے یہ جگہ پہلے سکھوں کے قبضہ میں تھی۔ اور خالصہ حکومت کی طرف سے یہاں کوئی حاکم رہتا تھا۔ انگریزی حکومت آنے پر اس جگہ کی نیلامی کا اعلان ہوا۔ اس پر ہندو لوگ مشورہ کر رہے تھے کہ اس جگہ کو خرید کر ٹھاکر دوارہ بنایا جائے۔ اس بات کا علم جب حضرت میرزا غلام مرتضےٰ صاحب مرحوم کو ہوا تو انہوں نے مجھے بلا کر کہا کہ ہماری طرف سے تم نیلامی میں بولی دو۔ میں نے عرض کیا کہ مقابلہ ہو گا۔ کہاں تک بولی دیتا جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس جگہ مسجد بنائی جائے گی۔ آخری بولی ہماری ہو۔ چنانچہ میں نیلامی کے وقت حاضر ہو گیا۔ اور بولی دیتا رہا۔ حتیٰ کہ ۷۰۰ روپیہ تک بولی چڑھ گئی۔ اور یہی بولی ہماری طرف سے آخری تھی"۔

یہ واقعہ بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد بزرگوار کو اسلامی مقامات اور شعائر سے کتنی محبت تھی۔ آپ نے پسند نہ کیا کہ وہ جگہ جہاں آپ مسجد اور خانہ خدا بنانا چاہتے ہیں اسے ہندو خرید کر ٹھاکر دوارہ بنائیں۔ اور وہاں شرک ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے اعلیٰ درجہ کے اخلاق

ایک مجلس میں والد مکرم میاں خیر الدین صاحب نے بیان کیا کہ جب مرزا نظام الدین صاحب کا بڑا لڑکا مسمّی دل محمد فوت ہوا۔ تو ہم تینوں بھائی تعزیت کے لئے ان کے پاس گئے۔ تو ان کی حالت سخت صدمہ رسیدہ تھی۔ دل محمدؐ کا ذکر کرتے جاتے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اس اثنا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر کرنے لگے۔ کہ دل محمد کی بیماری کے دوران میں مجھ سے بیحد ہمدردی سے پیش آتے ہیں۔ ڈاکٹر اور طبی امداد بر وقت بھیجتے رہے ہیں۔ اس ہمدردانہ سلوک سے متاثر ہو کر کہا کہ یہ دونوں جہان کا بادشاہ ہے۔

میرزا نظام الدین حضرت صاحب کے اشدّ ترین مخالفین میں سے تھے۔ اُن کا یہ قول بتاتا ہے کہ حضرت صاحب اپنے مخالفین سے بھی اعلیٰ درجہ کے اخلاق سے پیش آتے تھے۔ جس کی وجہ سے مجبور ہو کر مخالفین کو آپ کی تعریف کرنی پڑی ؞

قمر الدین مولوی فاضل قادیان

٭ یہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی زمانہ میں مسجد اقصیٰ میں امام الصلوٰۃ تھے۔ منہ

جناب شیخ اسمٰعیل صاحب سرساوی کی قلم سے

مَیں اپنے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کون کون سے اخلاق کا ذکر کر کے اپنے دوستوں کو سناؤں۔ آپ کے اخلاق اتنے اعلیٰ اخلاق تھے کہ آپ کے اخلاق میں خدائے قدوس کے اخلاق نمایاں طور سے ہمیں نظر آتے تھے۔ آپ کا خدائے قدوس کے بندوں سے اتنا گہرا تعلق تھا۔ کہ دشمن اسلام بھی جب کوئی دنیا سے رخصت ہو جاتا تھا۔ تو اُس کی موت کا بھی آپ کو اتنا افسوس ہوتا تھا کہ ہمیں یہ خیال ہو جاتا تھا۔ کہ کیا یہ شخص آپ کا دوست تھا جو آپ کو اِس کے مرنے کا اتنا افسوس ہوا

پنڈت دیانند صاحب کا جب آپ اپنی مجلس میں ذکر فرماتے۔ تو پہلے آپ ان کی خوبیوں کا ذکر فرماتے کہ ان میں یہ یہ باتیں اچھی بھی تھیں۔ مورتی پوجا کا کھنڈن کیا۔ توحید کا سبق دیا۔ اپنی سوتی ہوئی قوم کو جگا دیا۔ ان کی اچھی باتوں کا ذکر فرما کر پھر اُن کی اسلام کی دشمنی کا ذکر فرماتے۔ اور فرماتے کہ دیانند نے اسلام کی دشمنی میں حد ہی کر دی۔ اور اپنی قوم کے مذاق کو اتنا بگاڑ دیا۔ کہ وہ کسی بھی پاک مقدس شخص کی عزت کرنی نہیں جانتی۔ اور انہوں نے اپنی قوم کے دلوں کو اتنا گندہ کر دیا کہ اب وہ خدا کی بھی ہنسی اڑاتی ہے اور انہوں نے اپنی قوم کو اتنی گندی تعلیم دی کہ بیجیا ہی بنا دیا۔ انہوں نے ایک ایسی لڑائی کی قوم تیار کی ہے کہ اب وہ دنیا میں مِل جُل کر زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ وہ وقت آنے والا ہے۔ اُس کی قوم ہی ان کی تعلیم کی دھجیاں اُڑائے گی اور اس کی تعلیم سے بیزار ہو جائے گی۔ اور اپنے آپ کو آریہ کہلانے سے شرم محسوس کرے گی۔ اور ان کی تعلیم پر ایسی موت آجائیگی کہ لوگ یہ کہا کریں گے۔ کہ دیانند کون ہوتا تھا۔ لوگ ان کے پیرو کہلانے سے مضائقہ کریں گے۔ اور اسلام کی تعلیم کو ہی قابل عمل سمجھیں گے۔ اور آہستہ آہستہ اسے قبول کرتے جائیں گے۔ اور اسلام کا خدا ان کی قوم کو ایسا دھکا لگائے گا۔ کہ وہ اسلام کی تعلیم کے گن گائیں گے۔ اور یہ کہیں گے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو دنیا میں انسان کو با اخلاق بناتا ہے۔ اور با اخلاق سے با خدا انسان بناتا ہے۔ اور ایسا پانی پلاتا ہے۔ کہ آب حیات بن کر ہمیشہ کی زندگی دیتا ہے۔ اور اُسے خدا سے ملاتا ہے۔ اور اسی دنیا میں انا الحق کی آواز دیتا ہے۔ اور یہ تسلّی دیتا ہے کہ اے میرے بندہ میں وہی تیرا خدا ہوں کہ جس نے تجھے تیری زندگی کے سامان تیری پیدائش سے پہلے ہی بنا کر تیار کر رکھے تھے۔ میں تیرا وہی خدا ہوں جس نے تیری روح کو بھی زندہ رکھنے کے لئے اپنی رحمت کا چشمہ جاری کیا ہوا ہے۔ جو قرآن کریم ہے۔ اگر تم پاک ہو کر اسے چھوؤ گے اور اس پر غور کرو گے تو وہ تمہاری رُوح کو تسلّی دے گی۔ اور زندگی کی حقیقت تمہیں بتا دے گی کہ اسلام کا خدا ہی عجیب قدرتوں والا خدا ہے۔ کہ اپنے عجیب کاموں کا انکشاف تم پر کرے گا۔ اور اپنی وراء الوراء ہستی کا ثبوت آپ دے گا۔ اور کہے گا کہ میں ایسی ہستی ہوں۔ کہ میری ہستی کُنہ کو کوئی نہیں جان سکتا۔ ہاں جتنا میں چاہوں شناخت کیا جاتا ہوں۔ اور اپنی شناخت کے لئے چُن لیتا ہوں۔ اور اُسے اپنے غیب سے حصہ دیتا ہوں۔ تا میرے بندے اس کے ذریعہ سے مجھے شناخت کریں۔ اور میرے بندے مجھے اسلام میں ہی پاویں گے۔ اور میں اپنے بندوں کو اسلام میں ہی ملوں گا۔ اور میں نے اپنے بندہ کو چُنا۔ تا دوبارہ اسلام کو زندہ کر کے دنیا میں اسلام کی روشنی کو پھیلائے۔ اور میرے بندوں کو اسلام میں داخل کرے۔ اور اسلام کا غلبہ ظاہر ہو۔

میرے دوستو اگرچہ یہ میرے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق کا ذکر کیا گیا ہے۔ کتنے اعلیٰ اخلاق تھے میرے پیارے کے کہ دشمنِ اسلام کا ذکر بھی کرتے ہیں تو کیسے الفاظ میں

کرتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ میں اپنے دوستوں کو یہ بھی بتاؤں گا کہ میرے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں تشدد سے کام لیا ہے وہاں آپ کے اعلیٰ اخلاق اسی کا ہی تقاضا کرتے تھے۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق اتنے اعلیٰ بلند پایہ کے اخلاق تھے کہ آپ کی پاک پیشانی میں اور آپ کے اعمال میں اور آپ کی گفتار میں اور آپ کی رفتار میں ہر وقت ہی نظر آتے تھے۔ اللہ اللہ کیسے اخلاق تھے میرے پیارے کے۔ اور کیسا جذب تھا آپ کے پاک قلب میں۔ جب آپ جلوت میں ہوتے تھے تب بھی اللہ جل شانہٗ کی ہی عظمت اور جلال کا ہی ذکر فرماتے۔ اور جب آپ خلوت میں ہوتے تب بھی اُس کی ہیبت آپ کے قلب پر مستولی ہوتی تھی۔ اور اُس کی قدرت نمائی کا اظہار کرنے میں وقت گذارتے تھے۔ کبھی میں نے آپ کو آرام کرتے نہیں پایا۔ جب دیکھا آپ کو لکھتے ہی دیکھا۔ یہ تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق۔ ہماری جماعت کو آپ ہی کی پیروی کرنی چاہیے آپ یہی فرمایا کرتے تھے کہ میری زندگی کا سب سے اعلےٰ مقصد یہی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا جلال ظاہر ہو۔ میرے دوستو اٹھو! اور کھڑے ہو جاؤ۔ اور دنیا میں بکھر جاؤ۔ اور اپنے پیارے محبوب کی زندگی کے مقصد کو پورا کرو۔ اور جلد از جلد اس محبوب سبحانی کی زندگی کے اعلیٰ مقصد کو زمین کے کناروں تک پہنچانے والے بن جاؤ۔

میرے پیارو! اُس خدائے قدوس کے محبوب کی زندگی کے اعلیٰ مقصد کو جس نے سمجھا ہے۔ اُس پاک کو بھی میں دیکھتا ہوں بے آرام ہی ہے۔ تم دیکھتے ہی ہو کہ وہ خدا کے جلال کے لئے کیسا بیتاب رہتا ہے۔ اِس کا آرام اسی میں ہے۔ کہ خدائے قدوس کا جلال ظاہر ہو۔ اُس خدائے قدوس نے اِس نقطہ سے قلب کو دیکھ لیا تھا۔ کہ اسی کے قلب میں میرے جلال کے ظاہر کرنے کی تڑپ ہے۔ یہی وہ قلب ہے جس میں میری محبت کی آگ ہے۔ جس نے قلوب میں میری محبت کی آگ لگائی ہے۔ اور قلوب کو صاف کرتا ہے۔ اور قلوب کی تمام آلائشوں کو جلاتا ہے۔ اور صاف کرتا ہے۔

پس یہ کام کا وقت ہے کام کرو۔ مگر اپنے امام کے طرز طریق کے ماتحت۔ تا کامیابی بھی تمہارے ساتھ سازگاری کرے۔ اور تم خدائے قدوس کی رضا کے وارث ہو جاؤ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میں نے یہ سنا ہوا ہے۔ کہ جو شخص امام وقت کی منشاء کے موافق کام نہیں کرتا۔ وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور ثواب کا مستحق نہیں ٹھہر سکتا۔ پس جو کرو اپنے امام کی منشا کے موافق ہی کرو۔ تا کامیابی تمہارے ساتھ ہو۔ اور ثواب کے مستحق بھی ٹھہرو۔

میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بار بار یہ سنا ہے۔ کہ ہمارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ کہ اُس کا تصرف سب پر غالب ہے۔ وہ کون سا انسان ہے جو اُس کے تصرف سے باہر ہے۔ پس تم یہ خیال ہی مت کرو کہ وہ تم سے جدا ہے اور تمہاری نہیں سنتا ہے۔ میرے دوستو۔ میرے پیارو ہمارا خدا تو قادر خدا ہے۔ تم اُس کے وفادار بندے بن جاؤ۔ اور اس سے ایسی کامل وفاداری کرو۔ کہ دوسرے لوگوں میں اُس کی نظیر ہی نظر نہ آئے۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں وفاداری ہی تھی۔ جس نے انہیں حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانی کرنے میں مستعد کر دیا تھا۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قربان ہونے پر مستعد کر دیا تھا۔ یہی وہ وفاداری ہے جو خدا کے خاص الخاص بندوں کو دی جاتی ہے۔ اور یہ ان کو معجزہ کے طور پر دی جاتی ہے۔ جو دوسروں کو نہیں دی جاتی۔ خدا کے عجائبات کا کون احاطہ کر سکتا ہے۔ کیا ہی اعلیٰ خلق ہے۔ جس کو وفاداری کہا جاتا ہے۔ اور یہ اُس کے آشنا کو ہی دیا جاتا ہے۔

پس تم بھی اُس کے وفادار بندے بنو۔ پھر خدا بھی تمہارے لئے اپنے عجائبات دکھائے گا۔ اور تمہارے دشمنوں کے دلوں پر بھی خدائے قدوس کا تصرف ہے۔ اس کی قدرتوں پر بھی ایمان لاؤ۔ اور دعاؤں میں تھکو نہیں۔ اور نا اُمیدی کو پاس بھی نہ آنے دو۔ اور صدق وصفا سے اُسے ہی پکارو۔ وہ تمہاری ہی خوشی کرے گا۔ اگر تم اُس سے نا اُمیدی نہ کرو گے جو راست باز بنتے ہیں۔ اور راست بازی اختیار کرتے ہیں۔ تو وہ ان کے دشمنوں کو شرمندہ کرتا ہے۔ اور ان کی خوشی نہیں پوری ہونے دیتا۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں نے آپ کو آگ میں ڈالا۔ کیا ان کی خوشی پوری کی گئی تھی؟ تو تمہارے دشمنوں کی خوشی کو پوری کرے گا۔ پس تم اُسی کے ہو جاؤ۔ منافق ہے وہ جو اپنے خدا کے لئے دل میں یہ دغدغہ بھی رکھتا ہے۔ کہ میرا خدا میری دعا نہیں سنتا۔ یہ نشان ہے جو مجھے اسلام کی صداقت کے لئے دیا گیا۔

میرے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ اپنی پاک مجلس میں یہ فرمایا۔ کہ جو اللہ تعالےٰ کے بندے اُس کی طرف سے مامور ہو کر آئے ہیں۔ ان سب کو دیکھ لو۔ اُن سب کی ایک ہی غرض تھی کہ اللہ ایک ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ نہ اس کی صفت خالقیت میں کوئی شریک ہے۔ نہ اس کی صفت حی وقیوم میں کوئی شریک ہے۔ اور نہ اس کی صفت مالکیت میں کوئی شریک ہے۔ تو میں حیران ہوں کہ مسلمانوں نے کس طرح سے یہ مان لیا کہ حضرت عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان پر زندہ ہیں۔ ان کے پاس تو قرآن جیسی پاک تعلیم موجود تھی۔ پھر ان میں یہ مشرکانہ عقیدہ آ کس طرح گیا۔ جس سے آسمان و زمین بھی کانپتے ہیں۔ جو گذر گئے ان کا معاملہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہے اللہ تعالےٰ ان کو معاف کرے۔ مگر جنہوں نے میرے زمانہ کو پا لیا ہے۔ اور میری آواز کو سن لیا ہے اور پھر میرا انکار کر دیا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے حضور کیا جواب دیں گے۔ جب کہ میں نے ان کے سامنے قرآن کریم کو رکھ دیا۔ اور خدا تعالےٰ کی حجت ان پر پوری ہو گئی۔ اب یہ لوگ خدا کی گرفت سے بچ نہیں سکتے ان پر آسمان سے بھی عذاب آئے گا اور زمین سے بھی عذاب آئے گا۔ یہ خدا سے بھاگ نہیں سکتے۔

پھر فرمایا یہ لوگ نہ خدا کو تھکا سکتے ہیں اور نہ مجھے تھکا سکتے ہیں۔ مجھے خدا سے وہ تمام طاقتیں دی گئی ہیں جو تمام مامورین کو دی گئی تھیں۔ فی حلل الانبیاء میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ میں خدا کی طاقتوں کا مظہر ہوں۔ اور اسی کے نطق سے میں بولتا ہوں۔ اور یہ کہتا ہوں کہ مَیں خدا کا ہوں۔ تم مجھے فنا نہیں کر سکتے۔ میں تمہیں للکار کر کہتا ہوں کہ تم سب کے سب مجھ پر ٹوٹ پڑو۔ اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔ تم مجھے فنا نہیں کر سکتے۔ تم جتنے وار مجھ پر کرو گے وہ سب تم پر ہی پڑیں گے۔ مَیں سلامت رہوں گا۔

اے نادانو! سوچو تو وہ کون سا راست باز ہے جس کو لوگوں نے فنا کر دیا ہو۔ جو میں فنا ہو جاؤں گا۔ اے نادانو! سوچو تو سہی جب میں خدا کا ہی ہوں۔ اور اسی کی گود میں ہوں تو تم مجھے کس طرح فنا کر سکتے ہو۔ اللہ اللہ اس وقت کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ آپؑ اتنے جلال میں تھے۔ اور بار بار اپنی زبان سے فرماتے تھے۔ نادانو! تم نے گروہ دجال کو مدد دی۔ اور ہزاروں ہزار مسلمانوں کو گمراہی میں بتلا کر دیا۔ اور صلیب کا پرستار بنا دیا۔ تمہاری آنکھیں اب بھی نہ کھلیں۔ میں نے قرآن کریم تمہارے سامنے رکھا۔ تم نے اس سے بھی منہ پھیر لیا۔

نادانو! عیسےٰ بن مریم تو مر گیا۔ اور جو مر گیا وہ خدا نہیں بن سکتا۔ اے نادانو! جب عیسائیوں کا خدا ہی مر گیا۔ اور عیسائیوں کا مذہب بھی پاش پاش ہو گیا۔ تو بتاؤ صلیب کہاں رہی اور صلیبی مذہب کہاں رہا۔ کیا اب بھی تم آنحضرتؐ کی حدیث کا مطلب نہیں سمجھو گے۔ اے خدا یہ لوگ تیرے حبیب محمد مصطفےٰ صلعم کی امت ہیں تو ہی انکی آنکھیں کھول دے اور ان کو حقیقی صراط مستقیم پر چلا دے۔ آمین

(بقیہ روایات صفحہ ۶ پر ملاحظہ فرماویں)

صاحبِ بصیرت کی سیر

محترمی قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی گذشتہ دنوں میں جب افریقہ سے تشریف لائے تو انہوں نے ذیل کا بلندپایہ مضمون دیا۔ اور کہا کہ مخدومی محترمی سید محمود اللہ شاہ صاحب بی۔ اے نے کسی رو میں یہ مضمون لکھا تھا۔ باتوں کا سلسلہ جو چل نکلا۔ تو انہوں نے بے تکلف دوستوں کی مجلس میں پڑھ کر سنا دیا۔ قاضی صاحب نے ان سے زبردستی یہ مضمون لے لیا۔ اور قادیان لے آئے۔ یہاں انہوں نے مجھے اس خواہش کے ساتھ دیا کہ میں اسے الحکم میں شائع کر دوں۔

میں بھی سید صاحب سے تعلقات نیازمندی رکھتا تھا۔ اس مضمون میں جو دراصل اخبار کے لئے نہیں لکھا گیا۔ سید صاحب کی سیرت کا ایک باب نہاں ہے۔ یہ مضمون نہ صرف اعلیٰ درجہ کی ادبی خوبیوں کا حامل ہے۔ بلکہ ایک بے نظیر درس معرفت بھی ہے۔

"زندگی" کا جو بلند مفہوم سید صاحب نے پیش کیا ہے وہ ہزارہا کتب کا دو تین سطروں میں خلاصہ ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی زندگی اور معرفت میں ترقی دے۔ اور کبھی الحکم کے لئے کچھ لکھنے کی توفیق دے۔ میں اس مضمون کو قاضی صاحب کے شکریہ کے ساتھ شائع کرتا ہوں۔

یہ مضمون کہیں کاغذات میں گم ہو گیا تھا۔ جو اب ملا ہے۔ اور یہی اس تعویق کا باعث ہے (ایڈیٹر)

کون ہے جسے سیر و تفریح کا شوق نہیں۔ لوگ سیر کو جاتے ہیں۔ دو دو چار چار مل کر جاتے ہیں۔ دنیا جہان کی باتیں کرتے ہیں۔ نکتہ چینیوں کے باب کھل جاتے ہیں۔ ہر ایک پھول دادِ تحسین لیتا ہے۔ نظاروں کی دلفریبی پر تبادلۂ خیالات ہوتا ہے۔ کیا یہی سیر کا ماحصل ہے؟

مجھے بھی سیر کا شوق ہے۔ میں بھی گاہے ماہے اپنے کام سے الگ ہو کر شہر سے نکل کر شہر سے دُور نکل جاتا ہوں۔ میری سیر نرالی ہے۔ میں دوستوں سے نظر بچا کر چھپ چھپا کر نکلتا ہوں۔ اس طرح کہ کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ میں تنہا نکلتا ہوں مگر نہیں کہہ سکتے کہ میں تنہا ہوں۔ میں خاموش ہوتا ہوں مگر میری خاموشی اوروں کی فصاحت اور گویائی سے کہیں زیادہ فصیح ہوتی ہے۔

میں باتیں کرنا جانتا ہوں۔ عموماً ہر مسئلہ پر بحث بھی کر سکتا ہوں۔ دلائل سمجھ سکتا ہوں۔ دے سکتا ہوں۔ مختلف مضامین کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال سکتا ہوں۔ اعتراضات کو ٹھنڈے دل سے سن سکتا ہوں۔ مگر...... مجھے چھوڑ دو۔ تنہائی میں مجھے چھوڑ دو۔ پھول کی نازک اندامی قابلِ تحسین نہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ میں اس کی خوبصورتی پر تبصرہ کروں۔ اس کی دل کو برماد دینے والی نکہت کو الفاظ میں ادا کروں۔ یہ کیوں میری نظروں میں خوبصورت ترین شے ہے۔ میں نہیں بتاؤں گا۔ نہ پوچھو مجھ سے یہ راز نہ پوچھو۔ تم سن کر مسکرا دو گے اور مجھے دیوانہ سمجھو گے

ہاں یہ درست ہے میں دیوانہ ہوں۔ مگر یہ بھی صحیح ہے میری دیوانگی لاکھوں کی فرزانگی سے ہوشمند ہے۔ ہوشربا ہے۔ میری دیوانگی مجھے اکثر وہاں پہنچاتی ہے جہاں عقلمندوں کے خیال کو بھی پہنچ نہیں۔ فلسفہ و منطق کی بلند ترین پرواز اس سے بہت نیچے رہتی ہے۔

اس لئے میں نہیں بتاؤں گا کہ یہ ننھا سا پھول مجھے کیوں محبوب ہے۔ یہ راز سربستہ میرے اور اس کے درمیان ہی رہے گا۔ میرے اطمینان دل کے لئے یہ کافی ہے کہ یہ پھول میرا محرم ہے۔ جب میں اسے نہیں دیکھتا تو اس وقت بھی یہ میرے پیش نظر رہتا ہے اس کی ہیئت روحی اور اس کی کیفیت معنی میرے دل و دماغ میں موجود رہتی ہے۔ تم بے شک اسے اپنے قریب کر کے سونگھو۔ میں تم سے لڑ تھوڑا ہی سکتا ہوں۔ مگر میں تو اسے ناک کے قریب لانا بے ادبی۔ بے حرمتی سمجھتا ہوں۔ اس کا حسن معنی۔ اس کی لطافت باطنی میرے رگ و تار میں نہاں ہے۔ اس کی خوبصورتی میرے تمام حواس پر متولی ہے۔

میں اپنی سیر میں اسے دیکھتا ہوں۔ ایک سرد آہ بھر کر گذر جاتا ہوں۔ لو مجھے بھی ایک رفیق سیر مل گیا اب تو میں تنہا نہیں؟ اچھا ہوا تم میرے ساتھ نہیں آ گئے ورنہ تمہیں مجھ سے شکوہ ہوتا۔ میں تمہارے لئے کیونکر سامان تفریح ہو سکتا ہوں۔ تمہارا مسلک جدا۔ میرا طریق جدا۔ میں پھول کو دیکھ کر کیوں خاموش اور افسردہ ہو گیا ہوں؟

نہیں میں خاموش تو نہیں۔ ہاں تم اس طرز تکلم سے نا آشنا ہو۔ تم اس اسلوب گفتگو سے بے خبر ہو۔ حاشا میں تمہاری تحقیر نہیں کر رہا۔ ہر کسے را بہر کار ساختند۔ جو خوبیاں تم میں ہیں مجھ میں نہیں۔ اور رہا یہ کہ میں افسردہ ہوں۔ میرے عزیز یہ بھی صحیح نہیں۔ ہر ایک اپنے ماحول میں اپنی راحت پاتا ہے جسے تم افسردگی سمجھتے ہو۔ وہی میری کائنات مسرت ہے۔

دیکھا۔ تم میں اور مجھ میں کس قدر تفاوت ہے۔ بُعد مشرقین ہے۔ جبھی میں کہتا تھا چھوڑ دو۔ مجھے تنہائی میں چھوڑ دو۔ میں میلوں چلتا ہوں۔ چلتا چلا جاتا ہوں۔ میں اپنے خیالات میں منہمک و مستغرق ہوتا ہوں نہ کسی کو مجھ سے واسطہ نہ مجھے کسی سے سروکار۔ راہ چلتی دنیا مجھے دیکھتی ہے۔ دیکھ کر مسکرا دیتی ہے۔ ہاں میں خوب سمجھتا ہوں ان کی مسکراہٹ کو۔ ان کا تبسم تحقیر آمیز ہوتا ہے۔ "ہو نہ ہو یہ کوئی پرانے زمانوں کا بچھڑا ہوا راہ گذر ہے"۔ "نہیں یہ تو دیوانہ معلوم ہوتا ہے"۔ "دیوانہ تو خیر نہیں کہہ سکتے۔ آدمی تو بظاہر بھلا چنگا معلوم ہوتا ہے"۔ "دیکھتے نہیں یہ کس طرح چلا جا رہا ہے۔ اسے موجودہ تہذیب کی نیرنگی و دلبربائی چھو تک نہیں گئی"

ہاں تم سب سچ کہتے ہو۔ درست کہتے ہو۔ تمہاری رائے زنی صحیح ہے بے شک میں صدیوں کا بچھڑا ہوا راہرو ہوں۔ میں حقیقت میں دیوانہ بھی ہوں۔ ہاں اس میں صداقت کا شائبہ ضرور ہے۔ کہ میں بظاہر اچھا بھلا ہوں۔ یہ تم نے بالکل ٹھیک کہا کہ موجودہ

تہذیب کی رعنائیاں میری نظر میں بے معنی اور مہمل ہیں کھیل تماشے ۔ سینما تھیٹر ۔ ناچ رنگ کے جلسے ۔ کلب کی زندگی ۔ موجودہ تمدن کے لہو و لعب میرے لئے بازیچۂ اطفال سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے ۔

ایک بات تمہیں بتاؤں ۔ سن لو ! ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے ۔ دیوانے بھی بسا اوقات کام کی بات کہہ بیٹھتے ہیں ۔ جسے تم زندگی سمجھے ہوئے ہو میں اسے سگِ مردار سے بھی گھناؤنی سے سمجھتا ہوں ۔"

"پھر زندگی کیا ہے" ؟ موت اور کامل موت نفس کی لذّات کو ۔ جسم کے آرام کو ۔ خواہشات ۔ اور تمنّاؤں کو بکلی طور پر کچل دو ۔ جلادو ۔ ان کی راکھ میں سے "زندگی" نمودار ہوگی ۔ بڑھے گی ۔ بڑھتی چلی جائے گی ۔ ابدالآباد تک ۔ ہمیشہ ہمیش مکان و زماں کی قید سے آزاد ہو کر ۔ ہاں یہ مشکل ہے ۔ سخت مشکل ہے ۔ مگر :-

مشکلے نیست کہ آساں نہ شود

(بقیہ روایات صفحہ ۴)

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ :" اگر میرا خدا مجھے یہ تسلی نہ دے دیتا ۔ کہ میں نے ہی تجھے بھیجا ہے اور میں ہی تیری حفاظت کروں گا ۔ اور تجھے لوگوں سے بچاؤں گا ۔ اور اپنے بندوں کے دلوں پہ وحی نازل کروں گا ۔ اور دُور دُور سے تیری طرف لوگوں کو بھیجوں گا ۔ اور تیری قبولیت کو زمین میں پھیلا دوں گا ۔ اور ایسا موڑ دوں گا کہ میرے بندے تیری طرف اس کثرت سے رجوع کریں گے تو اُن کی ملاقات سے تھکیو نہیں ۔ اور فرمایا وَسِّعْ مَکَانَکَ ۔ کیا تم نے ان سب باتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں لیا ۔ میں نے تمہیں بہت سمجھایا ۔ مگر تم نے انکار پہ انکار ہی کیا ۔ اگر تم انکار نہ کرتے اور خاموش ہو جاتے ۔ تو تمہیں میرا خدا بھی نہ جھنجوڑتا ۔ پھر فرمایا نور افشاں اخبار کا ایڈیٹر یہ یاد رکھے ۔ اس کے خدا کو میرے خدا نے مار بھی دیا ۔ وہ اب زندہ نہیں ہو سکتا پھر فرمایا مجھے تو خدا تعالےٰ نے اسلام کی آبپاشی کے لئے بھیجا ہے ۔ اور اسلام ہی ایسا مذہب ہے کہ جو رواداری کے اصول کو دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے ۔ اور یہ سکھاتا ہے کہ تم کسی کے معبود کو بُرا نہ کہو ۔ تا کوئی تمہارے سچے معبود کو بُرا نہ کہے ۔ تم کسی کے بزرگ کو بُرائی سے یاد نہ کرو ۔ تا کوئی تمہارے بزرگوں کو برائی سے یاد نہ کرے ۔ نادان ہے وہ جو کسی کے بزرگ کی برائی کر کے اپنے مذہب کی حفاظت کرتا ہے ۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ وقت آنے والا ہے اور قریب ہی ہے ۔ کہ تم دیکھ لوگے کہ یورپ کا خدا مر جائیگا ۔ اور کالے اور گوروں کا ایک ہی خدا ہوگا ۔ اور ایک ہی رسول ہوگا ۔ اور ایک ہی قبلہ ہوگا جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کا بنایا ہوا ہے ۔ اور مجھے ایسے لوگ دئیے جائیں گے جو دنیا کو توحید باریتعالےٰ کا سبق دیں گے ۔ اور دنیا میں امن کی تعلیم پھیلائیں گے ۔ اور دنیا کی ایسی کایا پلٹ دیں گے ۔ کہ دنیا میں اسلام ہی اسلام پھیل جائے گا ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اخلاق کو منوا کر دکھا دیں گے ۔ کہ ہمارا نبی ہی ایسا نبی ہے جو تمام انبیاء کا سردار اور سب کا تاج ہے ۔ اسی کا نور ہے جو مجھے ملا ۔ پس خدا سے مت ڈرو ۔ کب تک خدا سے لڑتے رہوگے ۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ میری تبلیغ زمین کے کناروں تک پھیلائی جائے گی ۔ اور سب کا مذہب اسلام ہوگا ۔ میں تو تخم ریزی کے لئے آیا ہوں ۔ میرے کام خود خدا پورے کریگا ۔ اور سب سعید روحوں کو میرے ذریعہ ایک جمع کر دے گا ۔ جو خدمت اسلام کو اپنے لئے خیر و برکت سمجھیں گے ؕ

خلافت نمبر اور سلسلہ کے اہل قلم حضرات

میں اس اعلان کے ذریعہ تمام اہل قلم حضرات اور شاعروں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی **سیرت اور کارناموں** کے مختلف پہلوؤں پر مضمون لکھ کر ۔ یا کوئی لطیف نظم لکھ کر دفتر الحکم کو بھیج کر مجھے شکریہ کا موقع دیں یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے ۔ کہ جو نظم یا مضمون علمی یا تاریخی یا ادبی پایہ سے گرا ہوا ہوگا ۔ وہ کسی صورت میں بھی شائع نہیں کیا جا سکے گا ۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس نمبر کی اشاعت کا کام بڑے زور سے شروع ہے ۔ احباب کو اس کی اشاعت کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے ۔

محمود احمد عرفانی

قارئین الحکم کو اطلاع

میری بیماری اور کمزوری پھر الحکم کی تعویق کا باعث ہوئی ۔ میری حالت ایسی ہو رہی ہے کہ بعض اوقات قلم تک پکڑنا مشکل اور دشوار ہو جاتا ہے ۔ ایسے حالات میں اخبار کی تیاری بالکل مشکل ہو جاتی ہے ۔ اندریں حالات یہ نمبر تین اشاعتوں کا مجموعہ بنانیکے لئے مجبور ہوا ہوں ۔ صفحات زیادہ کر دیئے گئے ہیں تا کہ کسی قدر کمی پوری ہو سکے ۔ احباب صحت کاملہ کیلئے دعا فرماویں ۔ والسلام

محمود احمد عرفانی

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۰)

کہ ہم اس کام کو جو تو نے ہمارے سپرد کیا ہے ۔ ایسے طور پر سرانجام دیں ۔ کہ تو ہم سے خوش ہو جائے ......

اے ذوالجلال ! اے زمین و آسمان کے مالک ۔ مختلف لوگ تیری بارگاہ میں مختلف آرزوئیں لے کر آتے ہیں ۔ کوئی تخت و تاج کا خواستگار ہے ۔ تو کوئی جاہ و حشمت کا طلبگار ۔ کسی کو اولاد کی ہوس ہے اور کسی کو زر و مال کی خواہش ۔ لیکن اے دو نو جہاں کے بادشاہ میری آرزو ہے ۔ کہ تو مجھے اپنے بھیجے ہوئے مسیح کا سچا پیرو اور سچا خادم بنا ۔ میں اپنی زندگی تیرے دین کی اشاعت کے لئے وقف کر چکا ہوں ۔ تو میری اس قربانی کو قبول فرما ۔ اور میرے سرود میں وہ آگ بھر دے کہ ظلمت کی عمارتیں اور مخالفت کے تودے میرے نغمے سے جل کر راکھ ہو جائیں ۔ میری زبان میں وہ اثر پیدا کر کہ ان تیرہ خاکدان کے رہنے والوں کو روحانی زندگی کے سرچشمے کے نزدیک کر سکوں ۔ یا بالفاظ دیگر احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے تیری گمراہ مخلوق کو آشنا کر سکوں ۔ اللھم آمین ۔

عاصم صاحب کا یہ بصیرت افروز اور درد انگیز کلام ابھی ختم ہونے پایا ہی تھا کہ ہوسٹل آگیا ۔ ہمارے ساتھی وہاں کھڑے ہمارا انتظار کر رہے تھے ۔ وہاں پہنچ کر عاصم صاحب نے باہر ہی اپنے دوست سے دوبارہ ملاقات کے وعدے پہ اجازت چاہی اور ان کو صوم صوم رخصت کیا ۔ مجھے بھی آخر انہیں چھوڑنا ہی تھا ۔ رات بھی کافی گذر چکی تھی ۔ عاصم صاحب کو میں نے اپنے ہاں ٹھہرنے کی دعوت دی لیکن انہوں نے چھاؤنی جانے پر اصرار کیا ۔ آخر چار و ناچار انکو بھی وہیں سے رخصت کیا وہ یہ کہتے ہوئے سے پھر ملیں گے اگر خدا لایا ۔ اپنے میزبان کے ہاں ۔ روانہ ہو گئے ۔ اور میں نے اپنے گھر کا راستہ لیا ۔ ؕ

ؕ نوٹ :- اس عاجز نے یہ چند سطور محض اس لئے سپرد قلم کرنے کی جرأت کی ہے کہ تا ہمارے نوجوان بھائی جو اپنے فرائض کی ادائیگی سے غافل ہیں یا مغربیت کے اثر سے متاثر ہیں ۔ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں ۔ سو میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اس حقیر کی اس تحریر میں اثر پیدا کر دے گا ۔ آمین

خاکسار :- محمد صدیق مولوی فاضل "جامعہ" از امرتسر

مَیں کیوں کر احمدی ہُوا

حاجی عبدالواحد مسکرا

ایڈیٹر صاحب کے تاکیدی حکم پر اپنی سوانحعمری کے ۲۸۸ صفحہ کی نقل مختصراً تحریر کرتا ہوں۔ کہ میں کیونکر احمدی ہُوا۔ جس کا بہت طول قصہ ہے۔ اور جو کل سوال جواب ۱۰۰ صفحہ میں تحریر ہیں.... ایڈیٹر صاحب اس میں سے بھی جتنا چاہیں تحریر کریں۔ میں دو تین باتوں کا مختصراً حال لکھوں گا.... کہ میں کون ہوں۔ کس سلسلہ میں تھا۔ اور پھر کیونکر احمدی ہُوا۔ اس کے بعد آج چودہ برس تک جو عزیزوں نے پریشان کیا اور سوال جواب کئے۔ اور لاجواب ہو کر بیٹھ گئے وہ نہ لکھوں گا۔ کیونکہ بہت طول قصہ ہے۔

ہم لوگ کالپی والے مشہور ہیں۔ مگر مدت سے یہاں مسکرا میں آباد ہو گئے ہیں۔ اس ضلع میں یعنی ہمیر پور میں ہمارے بزرگوار وزیر محمد فقیر محمد نے یہاں سوداگری تمباکو میں اور ایمانداری میں اچھا نام پایا ہے۔ اللہ پاک نے اب کچھ زمینداری بھی دے رکھی ہے۔ اور دکانیں بھی بہت سی بنالی ہیں۔ ہم لوگ سب برادران قریب ڈیڑھ دو سو آدمی ایک خاندان کے ہیں۔ اور ایک درجن دوکانیں تمباکو کی اس ضلع اور دیگر جگہ بھی کالپی والوں کے نام سے مشہور ہیں۔ ہمارے دادا صاحب عباداللہ اور والد عغفور محمد صاحب نہایت سیدھے اور اللہ والے لوگ تھے۔ جن کو دنیاداری سے زیادہ دلچسپی نہ تھی۔ مگر چچا وزیر محمد صاحب۔ اور فقیر محمد صاحب نے اس میں بہت سی ترقی کی اور ایمانداری کے ساتھ کی۔ اور اسلام کی خوبیاں اور نماز کی پابندی بھی مسکرا میں آکر آپ نے کرائی۔ اور آپ ہی یہاں کے پیش امام بنائے گئے۔ جو کچھ مسئلہ وغیرہ اور فتوٰی ہوتا۔ اس کو آپ ہی حل کرتے۔ آپ کی وفات کے بعد یہ کل حصہ میرے حصہ میں اللہ پاک نے دیا۔ یعنی مسکرا میں پیش امام بنایا گیا۔ اور سب جتنے بھی نیک کام اور اسلامی کام تھے ان میں میں نے طاقت سے زیادہ حصہ لیا۔ اور قریب قریب .... دس بارہ لڑکوں اور آدمیوں کو قرآن شریف ختم کرایا۔ اور عیدگاہ نہ تھی عیدگاہ بنوائی۔ بہرحال سب کچھ حصہ لیا۔ جسے دیکھ کر تمام گاؤں والے چچا صاحب کے حسن اخلاق کو بھول گئے۔ میرے حسنِ اخلاق اور مہمان نوازی کے گیت گانے لگے۔

۲۔ ہم لوگ سب برادران سلسلہ چشتیہ کے نام لیوا تھے۔ اور اس پر بڑا فخر تھا۔ کسی سلسلہ کو بھی اس سے باعزت نہ سمجھتے تھے۔ مولنٰا نور محمد صاحب دہلوی کے مرید تھے۔ وہ ہر سال آکر رونق افروز ہوتے ان کے ہمراہ پندرہ پچاس آدمی مہمان ہوتے اور ہم برادران اکٹھا ہو کر مہینہ پندرہ روز خوب ہوحق رہتی۔ نمازیں پڑھتے دعوتیں ہوتی۔ قوالیاں ہوتی۔ اور ہوا خوری ہُوا کرتی۔ مگر اس میں شامل زیادہ تر خاندان چشتیہ ہی تھا۔ دوسرے خاندان سے نفرت تھی۔ وقت روانگی مولوی صاحب کو ان کا نذرانہ کیا کرتے تھے۔ جو کچھ کسی سے ہو سکتا تھا کم سے کم دو چار سو روپیہ اور کچھ کپڑے ہم سب لوگ نذر کیا کرتے تھے۔

۱۹۱۹ء میں جب میں نے خاندان احمدیہ کا ذکر سنا۔ اور ماسٹر نذیر محمد صاحب کو سلسلہ احمدیہ میں دیکھا۔ اور انہوں نے میرے ساتھ نماز نہ پڑھی۔ تو دیکھ کر تعجب ہُوا۔ ان کا برتاوہ اور طریقہ دیکھ کر نہایت طبیعت خوش ہوئی۔ یہ میرے دوست تھے۔ میرے چچا اور ان کے والد محمد صدیق صاحب ایک جان دو قالب تھے۔ اسی طرح ہم اور ماسٹر صاحب ایک جان دو قالب تھے۔ اب تو انہوں نے حق دوستی خوب ہی ادا کیا۔ اور سلسلہ کی کتابیں اور اخبار مجھے دکھائے۔ جس سے نہایت طبیعت خوش ہوئی....

(۳) میرا سارا غرور اور فخر خاک میں مل گیا۔ ماسٹر صاحب کا برتاؤ دیکھ کر گردن گریبان میں ڈالنی پڑی جو بات دیکھی وہ صاف اور بالکل سادہ........

جیسا کہ لوگوں کا بیان تھا کہ احمدی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی نہیں مانتے ہیں۔ یہ بات بالکل غلط پائی۔ تحقیقات سے معلوم ہُوا کہ مرزا صاحب کو نبی تو مانتے ہیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت اور ان کی غلامی کا جامہ پہن کر اس خطاب کا ملنا ثابت کرتے ہیں۔ کوئی حکم اپنا نہیں صادر فرماتے۔ وہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر قدم بقدم چلنے کی تاکید کرتے ہیں۔ اسی طرح میں نے جب کتابوں سے معلومات حاصل کیں تو اب طبیعت میں بڑی الجھن اور اشتیاق ہُوا۔ اور بےچینی ہوئی۔ البتہ جو احمدی لوگوں کے خلاف کتابیں تحریر تھیں وہ ضرور گالیوں اور بد زبانیوں سے لبریز تھیں۔ مولویوں نے یہاں تک لکھ دیا تھا۔ کہ ان کی کتابیں بھی کفر کا باعث ہے یہ یہ لوگ بڑے مکار و دغاباز ہیں۔ اور غدار ہیں۔ اور اپنا گھر چندے سے بھر لیا ہے۔ رئیس بن گئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ مَیں نے ریویو اخبار میں دیکھا۔ جس میں آمد اور خرچ کی ساری تفصیل تھی۔

معلوم ہُوا کہ ان لوگوں کی سب گپیں ہیں۔ اور جھوٹے الزام ہیں۔ جیسے چندہ وصول کر کے خود گھر بھر رہے ہیں۔ اسی طرح اوروں کو بھی سمجھ رکھا ہے۔

ڈرتا ہوں کہ غیبت نہ مان لی جائے اور فضول مضمون نہ بنے۔ اس وجہ سے یہ سارا قصہ چھوڑتا ہوں۔ ورنہ میں نے دس بارہ برس رہ کر اس سلسلہ کا نہیں بلکہ ان کا وہ برتاؤ دیکھا ہے جس کو کیا بیان کروں جب دیکھو عاشقی معشوقی کا بیان ہو رہا ہے۔ گانے بجانے کا انتظام ہے۔ قہقہے لگ رہے ہیں..... اگر کوئی نیا آدمی حسب منشاء کے پھنس گیا تو یار لوگوں نے فوراً آ گھیر لیا۔ کہ میاں تم بھی کیوں نہیں مرید ہو جاتے ہو۔ صرف دو تین روپیہ کا تو خرچ بس پھر کیا ہے ایک روپیہ مولوی صاحب کی نظر کر دینا۔ دو روپیہ کی مٹھائی لے آؤ اللہ اللہ خیر صلّا۔ اگر تمہارے پاس نہ ہو تو مجھ سے لے لو۔ ہزاروں روپیہ خرچ کرتے ہو اور اس نیک کام میں جی چراتے ہو۔ مختصر یہ کہ اسی طرح کہہ سن کر پھنسا بیٹھا کیا اور فارغ ہوئے۔ پھر چاہے مردہ بہشت میں جاوے یا دوزخ میں۔ ان کی دانست میں کی ہوگی۔ اور شجرہ بطور سارٹیفکیٹ کے مل گیا۔ اور سب خوش رہے۔ یعنی پیر خوش۔ پیر بھائی خوش برادر خوش۔ بجز خوش۔ ماں باپ خوش۔ بیوی خوش محلہ خوش گویا آزادی ہی آزادی ہے۔ عاقبت کی کی خبر خدا جانے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں دیکھا نہ خوشی سے مطلب نہ رنج سے۔ اگر کوئی احمدی ہو گیا تو اللہ کا شکر کیا اور نصیحت کرنے سے مطلب۔ جس میں ایک روپیہ کا بھی خرچ نہیں۔ صرف دو پیسہ کا کارڈ لکھ کر ڈال دو کہ میرا نام بھی سلسلہ عالیہ میں داخل کر لیا جائے میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاتا ہوں۔ اللہ اللہ خیر صلّا۔ یہ سن کر سب لوگ آگ ہو جاتے ہیں ماں باپ دادا۔ دادی۔ مولوی مُلّاں اپنے بیگانے سبھی گالیوں پر اتر آتے ہیں۔ میں نے غور کیا ہے کہ ان کا کیا بگڑتا ہے۔ پھر سوچا۔ واقعی ان کا بڑا نقصان ہُوا۔ کیوں نہ رنج ہو اور صدمہ کریں مولویوں کا نذرانہ گیا۔ چراغی گئی۔ ایروں غیروں کے ڈھکوسلے گئے۔ اندھی بھیڑوں پر لعنت بھیجی۔ جبھی تو یہ سب لوگ آپے سے باہر ہیں۔ واقعی تم لوگوں کو

بڑا نقصان ہوا۔ مگر اب صبر کرو اور ان لوگوں سے نہ بولو کسی اور کو بیوقوف بناؤ۔۔۔۔۔

مجھے بڑا تعجب اس پر ہوا کہ زانی ہو یا شرابی۔ چور ہو یا بدمعاش۔ مشرک یا کافر۔ جھوٹا ہو یا دغاباز سب صلِّ علیٰ کے نعرے لگاتے ہیں۔ اور جو ان سب باتوں کو چھوڑ کر توبہ کرتا ہے اور احمدی ہو جاتا ہے۔ نماز روزوں کا پابند ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر گردن جھکا دیتا ہے اس کے اوپر لوگ لاحول پڑھتے ہیں۔ واہ رے عقل۔ ان ساری باتوں پر میں بہت عرصہ غور کرتا رہا۔ احمدی لوگوں کا برتاؤ دیکھ کر بہت خوش ہوتا۔ اور جب اپنے لوگوں میں اس کا ذکر سنتا تو آجاتا قریب ایک برس ۱۹۲۰ء تک اسی الجھن میں پڑا رہا۔ اب دن بدن دل میں بڑی پریشانی ہوئی۔ اور بہت کمزور ہو گیا۔ رات بھر نیند نہ آتی۔ اسی حالت میں پڑا پڑا کروٹیں بدلتا رہتا۔ اخیر ۱۹۲۱ء میں اللہ پاک نے اپنا فضل کیا۔ اور ایک روز ایسی طبیعت بے چین ہوئی۔ جمعہ کی شب تھی۔ دو بجے تک آنکھ نہ لگی۔ تو ایک ہوک سی دل میں اٹھی۔ اٹھ کر بیٹھ گیا اور رونے لگا پھر نہایا۔ اور نماز تہجد پڑھی۔ دعا مانگی۔ کہ خدایا مجھے تسلی دے۔ اور میرا سینہ کھول دے۔ جو میں سیدھے راستہ پر آجاؤں۔ آخر ایک دم یہ دل نے قائم کی۔۔۔۔ کہ دو پرچے لکھ کر ڈال دو۔ دیکھو اللہ پاک کا کیا حکم ہوتا ہے۔ جو حکم اللہ پاک دے وہی بہتر ہے آخر میں نے ایک پرچہ میں لکھا کہ:۔

سلسلہ احمدیہ سیدھے راستہ پر ہے

دوسرے پرچہ میں لکھا کہ

سلسلہ چشتیہ سیدھے راستہ پر ہے

اور یہ دونو پرچے گولی مروڑی کر کے جا نماز کے سامنے ڈال دیئے۔ اور اپنے بھائی کو جگایا جو نابالغ تھا۔ اس کو جگا کر سمجھایا کہ جب میں نماز صبح کی پڑھ کر فارغ ہو جاؤں۔ تب اس میں سے ایک پرچہ اٹھا کر میرے ہاتھ میں دے دینا۔

اب میں نے بڑی رقت کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور خوب رو رو کر دعا مانگی کہ خدایا جو سلسلہ سچا ہو اسی کا پرچہ میرے ہاتھ میں ڈلوا دینا۔ قریب آدھ گھنٹہ کے یہ دو رکعت نماز ختم کی۔ اور پھر میرے بھائی نے میرے ہاتھ میں ایک پرچہ رکھ دیا۔ اب میں جو پرچہ درود شریف پڑھ کر کھولتا ہوں تو اس میں لکھا پاتا ہوں

کہ سلسلہ احمدیہ سیدھے راستہ پر ہے

یہ دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ اور سجدہ شکر بجا لایا۔ صبح ہوئی تو ماسٹر صاحب سے یہ ذکر کیا۔ وہ سن کر خوش ہوئے۔ اور اب یہ ایک طرح کا اعلان ہو گیا اور لوگ مجھ کو قادیانی کہنے لگے۔ اس کے بعد برادران سے خط و کتابت ہوتی رہی۔ جو بہت طول ہے۔

بڑی بڑی دھمکیاں دی گئیں اور زیادتیاں کی گئیں۔ بیوی پر زور دیا گیا۔ خدا کے فضل سے اس نے فوراً اعلان کر دیا۔ کہ جس سلسلہ میں وہ ہیں اسی میں مجھے سمجھو مختصر یہ کہ ایک سال برابر اسی طرح لوگ پریشان کرتے رہے۔ اور بڑے بڑے نقصان پہونچانے والے ارادے کئے۔ تقسیم جائداد میں سے بہت کم حصہ دیا گیا۔ مگر میں نے اس روحانی دولت کے مقابل سب کچھ ہیچ سمجھا۔ اور خاموش ہو کر راضی برضا رہا۔ اور ہزار ہزار شکر کیا۔

آخر اللہ تعالےٰ نے وہ مبارک دن دکھایا کہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں اپنی بیعت کا خط لکھا۔ اور اپنے تمام گناہوں سے توبہ کی۔ ساتھ ہی بیوی بچے۔ بھائی اور بہنوئی بھی سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔

اور اور فائدوں کے علاوہ ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا۔ کہ سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کے پانچ ماہ بعد مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک اور متبرک مقام یعنی کعبہ شریف میں پہنچا دیا۔ یہ اس کا بڑا بھاری احسان ہوا۔ ورنہ برادران کے ساتھ کئی بار تیاری کر کے اور سامان باندھ کر خاموش بیٹھا تھا۔

دوستوں سے التجا ہے کہ میرے لئے دعاء فرمائیں۔ اور اللہ تعالےٰ پر شاکر رہیں کہ دیگر احباب جو ابھی تک احمدیت سے کوسوں دور ہیں اس نعمتِ غیر مترقبہ کو ہاتھوں ہاتھ لیں۔ ملاؤں اور فتنہ پرداز لوگوں کے پھندوں میں نہ پھنسیں۔ اللہ تعالےٰ ان کا ناصر ہو۔ آمین

دعا کا محتاج۔ حاجی عبد الواحد مسکرا۔

لاہور میں ایک شام

مغربی تہذیب کے متعلق ایک احمدی کے تاثرات

(۱)

شام کی آمد آمد تھی: آفتاب کسی تھکے ماندے مسافر کی طرح ڈوبنے کے لئے تیزی سے بڑھ رہا تھا۔ اس کی سنہری اور چمکدار کرنیں ماہ "مغربی ماہ جبیں" کی زلفوں کی طرح دیکھنے والوں کو اپنی طرف مائل کر رہی تھیں۔ وہ خوبصورت کرنیں تمام عالم پر چھائی ہوئی تھیں۔ جس سے دنیا کے تمام موجودات طلائی نظر آرہی تھیں! پرندے جو دن بھر تلاش معاش میں مصروف رہے تھے۔ دن کو ختم ہوتا دیکھ کر اپنے اپنے نشیمن کی طرف اڑے چلے جا رہے تھے۔ ان میں بعض ابھی درختوں پر بیٹھے آمد شام کی خوشی میں ایک عجیب لے کے ساتھ نغمہ سرائی کر رہے تھے۔

میں لاہور شہر میں سٹیشن کے پاس ہی اکیلا کھڑا اس منظر کو دیکھ کر تخیلات کی دنیا میں محو تھا! میری آنکھیں ابھی اس دلفریب نظارے کو اچھی طرح دیکھ بھال نہ چکی تھیں کہ میرے راستے سے قریب ہی ایمپرس روڈ پر مجھے دو سائیکل سوار نوجوان دکھائی دیئے! ان کی چال ڈھال کچھ ایسی موثر تھی کہ میں فوراً گذشتہ خیالات سے خالی الذہن ہو کر ان دونو کی طرف متوجہ ہوا۔ اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔

(۲)

ان کا گندمی رنگ کسرتی اور سڈول اعضاء۔ ان کی متانت اور سنجیدگی! چھوٹی چھوٹی خوبصورت ڈاڑھیاں اور نہایت دل آویز چہرے! ان سب باتوں نے مجھ کو متحیر سا بنا دیا۔ ان کے چہروں سے یوں طمانیت اور سکون کے آثار نمایاں تھے کہ گویا انہیں کوئی جواہرات کا بے بہا خزانہ ملا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے انہیں اس دنیا و مافیہا کی بالکل خواہش نہیں۔ جوں جوں میں نے ان کا گہری نظر سے مطالعہ شروع کیا۔ ان کی اصلیت معلوم کرنے کے لئے میرا اشتیاق بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ اسی کشش نے مجھے مجبور کیا کہ میں ان سے ملاقات کروں۔ چنانچہ میں بھی اپنا سائیکل اس طرف پھیر کر جدھر کو وہ جا رہے تھے سوار ہو گیا۔ اور تیزی سے بھاگتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا۔ اور ان کے شانہ بشانہ ہو کر "السلام علیکم" کہا!

ان میں سے ایک نے جو غالباً عمر میں بڑا تھا۔ اور میرے زیادہ قریب بھی تھا نہایت مسرت آمیز لہجہ میں میرے "سلام" کا جواب دیا۔